B.A, Part-2, URDU (Hons)

Paper- 4 (Prose)

Topic: Sir Sayyad Ka Mazmoon "Khushamad"

Notes By:

Dr. Masroor Ahmad Haidri,

Department of Urdu,

J.K College, Biraul, Darbhanga.

سرسید احمد خاں کے مضمون "خوشامد" کا خالصہ

انگریزوں کے ہندوستان میں قدم جمانے کے بعد یہاں کے مسلم علماء اور دانشوران گومگو کے حالات میں زندگی بسر کررہے تھے۔ بیشتر علماء اور مفکرین انگریزوں سے نفرت کرتے تھے اور انگریزی زبان سے بدظن تھے۔ وہ انگریزی زبان کا سیکھنا کفر سمجھتے تھے۔ دانشوران اور مفکرین کے رویوں سے مسلم عوام افراتفری کا شکار تھے۔ ایسے ماحول میں سرسید احمد خاں نے حالات کا گہرائی سے جائزہ لیتے ہوئے انقلابی قدم اٹھایا اور مسلمانوں کی حالت زار پر آنسو بہانے کے بجائے عملی اقدام کئے۔ ان کی انتھک کوششوں اور جدو جہد کے بعد ہی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ سرسید احمد خاں نے نہ صرف علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم کی بلکہ اسی دوران رسالہ "تہذیب الاخلاق" جاری کیا۔ یہ رسالہ اپنے دور شباب میں مسلمانوں کے دل کی دھڑکن بن گیا۔ رسالہ "تہذیب الاخلاق" میں زیادہ تر مضامین سرسید احمد خاں کے ہوا کرتے تھے اور یہ تمام کے تمام مضامین اصلاحی ہوتے تھے جن کا سیاست سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا، بلکہ یہ صرف اصلاحی پہلوؤں پر مشتمل تھا۔

مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ سرسید احمد خاں نے مسلمانوں کے درمیان ایک خاموش انقلاب برپا کردیا۔ ان ہی اصلاحی مضامین میں ان کا ایک مضمون "خوشامد" بھی ہے۔ مضمون "خوشامد" میں سرسید احمد خاں نے خوشامد سے متعلق: اظہار خیال یوں کیا ہے دل کی جس قدر بیماریاں ہیں ان میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہے۔ جس وقت انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا" ہوجاتا ہے۔ جو وبائی ہوا کے اثر کو جلد قبول کرلیتا ہے تو اسی وقت انسان اس مرض مہلک میں گرفتار ہوجاتا ہے، اسی طرح جب کہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہوجاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی زہریلی

باتوں کے زہر کو چوس لینے کی خواہش رکھتا ہے۔ جس طرح خوش گلو، گانے والے کا راگ اور خوش آئند باجے کی آواز انسان کے دل کو نرم کر دیتی ہے، اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا پگھلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اسی میں ہو جاتی ہے"۔ انسان کے اندر خوشامدی باتیں سننے کی ابتدا کیسے ہوتی ہے اس کے متعلق سر سید احمد خاں نے نہایت دلچسپ نقشہ کھینچا ہے۔

:اپنے دلچسپ مضمون میں یوں رقم طراز ہیں اول اول تو یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں اور اپنی ہر ایک چیز اچھا سمجھتے ہیں اور آپ ہی آپ خوشامد کر کر " اپنے دل کو خوش کرتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد ہم میں اثر کرنے لگتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اول تو خود ہم کو اپنی محبت پیدا ہوتی ہے پھر یہی محبت ہم سے باغی ہو جاتی ہے اور ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو محبت اور مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے وہ ہم خوشامدیوں کے ساتھ کرنے لگتے ہیں اور وہی ہماری محبت کو یہ بتلاتی ہے کہ ان خوشامدیوں پر مہربانی کرنا نہایت حق وانصاف ہے جو ہماری باتوں کو ایسا سمجھتے ہیں اور ان کی اس قدر قدر کرتے ہیں جب کہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے فریب میں آ جاتا ہے کہ وہ ہمارے خوشامدیوں کے مکر و فریب سے اندھا ہو جاتا ہے اور وہ مکر و فریب ہماری بیمار طبیعت پر غالب آ جاتا ہے"۔

خوشامد کی ابتدائی کیفیت بیان کرنے کے بعد سر سید احمد ناصحانہ انداز میں فرماتے ہیں کہ اگر ہر شخص کو اس بات کا ادراک ہو جائے کہ خوشامد کا شوق نالائق اور کمینہ صفت انسانوں کے اندر زیادہ ہوتا ہے تو یقیناً اس کی خواہش کرنے والا بھی کمینہ اور غیر مہذب ہوگا۔ اس بابت وہ یوں رقم طراز ہیں:

جب ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے جو ہم میں نہیں ہے تب ہم اپنے تئیں خوشامدیوں کے حوالے کر دیتے ہیں جو "اوروں کے اوصاف، اوروں کی خوبیاں ہم میں لگانے لگتے ہیں۔ ایسی صورت میں خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھی لگتی ہیں مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسے ہی بدزیب ہیں جیسے کہ دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسی طرح ٹھیک نہ ہوں"۔

سر سید احمد خاں کا ہر ایک مضمون حقیقت بیانی پر مبنی ہے۔ وہ بغیر کسی ا وپلیپٹ کے کھلے دل سے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں اور پھر امید رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے اندر امید کی کرن پھوٹے گی اور وہ برائیوں سے بچیں گے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ یوں لکھتے ہیں۔

اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم اپنی " حقیقت کو درست کر لیں اور سچ مچ وہ اوصاف اپنے اندر پیدا کر لیں اور بعوض جھوٹی نقل بننے کے خود ایک اچھی اصل ہو جاویں کیوں کہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں"۔

سر سید احمد خاں نے خوشامد کے ہی تعلق سے انسان کے اندر پیدا ہونے والی دوسری چیز یعنی خودی کو بتایا ہے کہ خودی انسانیت کو ہر بار اچھائی کی طرف راغب کرنے والی شئے ہے جب یہ چپ چاپ سوئی ہوتی ہے تو خوشامد اس کو جگاتی ہے اور

ابھارتی ہے اور جس کی خوشامد کی جاتی ہے اس میں چھچھورے پن کی صفت پیدا ہو جاتی ہے مگر یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہئے کہ جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے اسی طرح مناسب اور سچی تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے۔ اسی طرح ناموری سے متعلق سر سید احمد خاں فرماتے ہیں کہ ناموری کی مثال نہایت عمدہ خوشبو کی ہے جب ہوشیاری اور سچائی سے ہماری واجب تعریف ہوتی ہے تو اس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خوشبو کا، مگر جب کسی کمزور دماغ میں زبردستی وہ خوشبو ٹھونس دی جاتی ہے تو ایک تیز لو کی مانند دماغ کو پریشان کر دیتی ہے۔

☆☆☆